B.A. Final
Paper II

Unit I

جدید اردو نظم

نظم :

"نظم" کے لغوی معنی "لڑی میں موتی پرونا" ہیں۔ اصطلاحِ عام میں کسی چیز کی تنظیم آرائش یا ترتیب دینے کو کہتے ہیں لیکن ادبی اصطلاح میں "نظم" سے مراد پوری شاعری ہوتی ہے جو "نثر" کے مدِ مقابل ہے۔ نظم میں سوائے غزل کے وہ تمام اصناف سخن شامل ہیں جن پر کلام موزوں ہونے کا اطلاق ہوتا ہے یا ہیئت کے اعتبار سے نثر نہیں ہیں لیکن دورِ قدیم میں نظمیں اپنی اپنی خصوصیات موضوعات کے باعث کچھ خاص اصناف کے نام سے موسوم ہو گئیں مثلاً قصیدہ، مرثیہ، مثنوی، رباعی، اور قطعہ وغیرہ۔ ان کے علاوہ کچھ خاص اسلوب کے تحت مصرعوں اور بندوں کو ترتیب دے کر نظمیں لکھی گئیں۔ جن کو مسدس، ترجیع بند، ترکیب بند، مستزاد اور تضمین وغیرہ کا نام دیا گیا۔ اگرچہ یہ سب "نظم" ہیں مگر ان کو انہیں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے جو ان کے لیے متعین کر دیے گئے ہیں

خلاصہ یہ ہے کہ نظم شاعری کی وہ صنف ہے جس میں کسی خاص موضوع پر تسلسل کے ساتھ خیالات کا اظہار کیا گیا ہو نظم کے لیے ایک مرکزی خیال کا ہونا ضروری ہے جس کا ارتقا نظم کے آخر تک تسلسل کے ساتھ جاری رہتا ہے۔

ولی دکنی کے دہلی میں آمد کے بعد جب شمالی ہندوستان میں اردو شاعری کا سلسلہ باقاعدہ شروع ہوا تو نظم نگاری کو بھی رفتہ رفتہ فروغ ملا۔ اس طرح شمالی ہندوستان میں مثنوی، مرثیہ، قصیدہ اور دوسری ہیئتوں میں نظم نگاری

Scanned by CamScanner

ہوئی، ~~محض~~ مجموعی طور پر انیسویں صدی تک کسی خاص حیات افزا مقصد اور اصلاحی نظریات ~~جیسے~~ کے لیے اردو میں نظم نگاری نہ ہو سکی البتہ اس دور میں نظیر اکبر آبادی نے غزل کی بے پناہ مقبولیت اور شہرت کے باوجود اس سے دامن بچاتے ہوئے کچھ مذہبی، کچھ دنیاوی عنوانات پر نظم نگاری کرتے ہوئے اردو نظم کے چراغ کو مسلسل جلائے رکھنے میں کامیابی حاصل کی۔ یہاں یہ بات عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ اس دور میں نظیر نے اردو نظم کو روایتی دائرے سے نکال کر جدت و ندرت کے ساتھ بہت اچھی نظمیں لکھی ہیں۔ اسی خصوصیات کی وجہ سے کچھ نقاد ~~قصیدہ~~ قارئین نظیر اکبر آبادی کو جدید نظم کا شاعرِ اوّل بھی کہتے ہیں۔

نظم جدید بدلتے ہوئے حالات کے تحت جیسے جیسے سیاسی، سماجی، تہذیبی اور تعلیمی تبدیلیاں ظہور میں آئیں ویسے ویسے نظم کے روایتی اسلوب ~~کے~~ موضوع میں بھی تبدیلیوں کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ نظم کے اس ~~نے~~ نئے اسلوب کو "نظم جدید" کے نام سے یاد کیا گیا۔ گزشتہ سو سالوں میں نظم جدید کی مقبولیت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ اس میں زندگی کے موجودہ حالات، جذبات، مسائل اور احساسات کے آسان لفظوں میں بھی ~~ترجمہ~~ ترجمانی کی جاتی ہے۔ جدید نظم کی تعریف ڈاکٹر قمر ~~رئیس~~ رئیس نے اس طرح کی ہے "فنی ساخت کے اعتبار سے نظم جدید وہ نظم کہی جائے گی جس میں شاعر نے شاعری کی قدیم اصناف کے بندھے ٹکے ضابطوں کا پابند نہ رہ کر مسلمہ اور مانوس ~~ھی~~ یا نئی اور ~~اچھی~~ اچھوتی ہیئت میں اپنے تجربات اور خیالات کو ربط اور تسلسل کے ساتھ پیش کیا ہو۔"

نظم کے لئے ہیئت یا موضوع کی قید نہیں ہے۔ کسی بھی ہیئت میں کوئی بھی موضوع، نظم کا موضوع ہو سکتا ہے۔ نظم جدید کو ہیئت کے لحاظ سے تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

وہ نظم جس میں ہیئت کے اعتبار سے کچھ روایتی اصناف یا اسلوب کی پابندی کی گئی ہو لیکن اس میں بحر کے استعمال اور قافیوں کی ترتیب میں مقررہ اصولوں کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ ایسی نظم کو "پابند نظم" کہتے ہیں مثلاً مربع، مخمس، مسدس، ترکیب بند، ترجیع بند، گیت اور دوہا وغیرہ۔

وہ نظم جو شروع سے آخر تک مصرعوں کے وزن کے تقاضوں کو تو پورا کرتی ہو یعنی مصرعے برابر ہوں مگر ردیف اور قافیوں کی پابندی سے آزاد ہوں۔ ایسی نظموں کو "غیر مقفیٰ" یا "نظم معرّا" کہا جاتا ہے۔

وہ نظم جس میں وزن، قافیہ اور بحر کے روایتی اصولوں کی پابندی نہ کی گئی ہو یعنی ان سب پابندیوں سے جو نظم آزاد ہو اسے ہم "آزاد نظم" کہتے ہیں۔ اس کے مصرعے چھوٹے بڑے ہوتے ہیں مگر اس میں بھی نئے اسلوب کے تحت ایک خاص قسم کے شعری وزن کو برقرار رکھا جاتا ہے۔

نظم گو شعرا میں نظیر اکبرآبادی، محمد حسین آزاد، حالی، اسمٰعیل میرٹھی، اقبال، جوش، احسان دانش، اختر شیرانی، مجاز، فیض، جذبی، سردار جعفری، جانثار اختر، ساحر لدھیانوی، اختر الایمان، اور میراجی کے نام قابل ذکر ہیں۔

× × ×

(1)

آزاد نظم

آزاد نظم سے مراد وہ نظم ہوتی ہے جو ردیف، قافیہ، اوزان و ارکان کے قید سے پاک ہو ایسی نظموں کو آزاد نظم اس لیئے بھی کہا جاتا ہے کہ ان میں ردیف اور قافیہ تو سرے سے ہوتے ہی نہیں نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ بحر بھی کم زیادہ کر کے اسکی کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ نتیجہ یہ نکلتا ~~نکلتا~~ ہے کہ ایک شاعر کا جو اپنا حق ہے کہ وہ جس خیال کو اور جس مضمون کو لیکر شاعری کر سکے اور وہ جس طرح سے چاہے جیسے ~~تیسے~~ بھی اپنے خیالات جما کر کے اسکو شاعری میں ڈھال سکے۔ اس نظم میں وہ سارا حق اس شاعر کو دے دیا جاتا ہے تاکہ وہ چاہے جس طرح سے شاعری کر سکے اپنے خیالات اور جزبات اور احساسات کو قلم بند کر سکے۔ اپنی شیری تخلیق سے عوام کو کسی نہ کسی طرح سے فائدہ پہنچا سکے۔ یہ حق اسکو 100 فیصد ~~[illegible]~~ میں مل جاتا ہے

آزاد نظم میں جن جن قیود سے چھوٹ دی گئی ہے ان میں کوئی شکا نہیں ہے کہ ان ہی قیود کے استعمال سے شاعری کا معیار بڑھ جاتا ہے مگر صرف ردیف اور قافیہ کی چھوٹ دیکر بھی نظمیں لکھی جا سکتی ہے اور یہ ضروری ہے کہ جس شاعری میں وزن کا استعمال ہوتا ہے وہ اشعار کانوں کو خوش گوار معلوم ہوتے ہیں اور آگے پڑھنے سے زبان میں لذت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ شروع شروع میں ردیف قافیہ اور اوزان اور بحر کو ضروری سمجھا گیا۔ کچھ شاعروں کا خیال ہے کہ اگر ردیف اور قافیہ کی پابندی کو عائد کر دیا جائے تو شاعر کو اپنے خیالات ظاہر کرنے میں نہ تو آزادی رہتی ہے اور نہ ہی وہ روانی آپاتی ہے جس کے لیئے شاعر سوچ سمجھ کر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔ ان سارے حالات کو سمجھ کر اچھے شعر نگاروں کو اور شعراء حضرات نے ان پابندیوں سے کنارہ کشی کر لی ہے اور ایسی عبارت لکھنے لگے جس میں کوئی قید نہ ہو۔

Scanned by CamScanner

Page No. 32
Date: / /

(2)

یہ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی بھی شاعر اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کرنے میں تمام مشکلات اور پریشانیوں سے بچنا چاہتا ہے۔ تو وہ مجبور ہو جاتا ہے کہ اگر میں ردیف اور قافیہ کی پابندی کو لازم کروں تو میری شاعری کا اظہار نامکمل سا ہو جاتا ہے تو کیوں نہ مجھے ہر طرح سے اپنی شاعری بیان کرنے کی آزادی دی جائے۔ بھلے ہی اس میں بغاوت کیوں نہ ہو جائے اِس دِقّت سے نجات پانے کے لیے انگریزی شاعری کی تقلید میں آزاد نظم (Blank verse) کا نام دیا گیا ہے۔ اور اِسکے سب سے پہلے شاعر مولوی محمد اسماعیل میرٹھی ہوئے ہیں جنہوں نے ایسی نظمیں لکھی ہے جن میں ہر طرح کے خیالات اور احساسات موجود ہے۔ انھوں نے ایک آزاد نظم "تاروں بھری رات" لکھی ہے۔ جو ردیف قافیہ کی پابندی سے اور بحر سے آزاد ہے اوزان کا ایک حد تک دھیان رکھا گیا ہے۔ لیکن عام لوگوں کی پسند میں یہ کھری اتری۔ وہ نظم کا نمونہ اِس طرح سے ہیں

ارے چھوٹے چھوٹے تارو
کہ چمک دمک رہے ہو
تمہیں کچھ خبر نہ ہوئے
مجھے کس طرح تعجب ہے
کہ تم اونچے آسمان پر
جو ہے کل جہاں سے آگے
ہوئے روشن اِس روش سے
کہ کسی نے جڑ دیئے ہیں
گہر اور ~~لال~~ لعل گویا

اس نظم میں ردیف اور قافیہ کا اِستعمال نہیں ہوا ہے لیکن وزن کی پابندی کی گئی ہے اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس طرح کی نظمیں لکھنا بھی ایک شاعر کا بہت بڑا کمال ہے سب سے پہلے پرانے رسم و رواج کو توڑنا اُن پابندیوں کو کنارے سے ہٹانا کہ جس کا استعمال کرنا ضروری سمجھا گیا ہو یقیناً ہمّت اور جرأت کا کام ہے۔ اور اِسکے بعد اِس تحریک کی کامیابی اور مقبولیت کو عوام میں قبول کروانا ایسی ہمّت دینا ہی مشکل ہے۔ کیونکہ لوگوں کو اِس کا

ابتدا ہی شاعروں کو ناگوار گزری تو نثری نظم میں جاکر ہی پابندیاں ختم کر دی

3

کوئی خاص ذخیرہ نظر نہیں آ رہا تھا لیکن دوسرے شعرا نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی۔

اسماعیل میرٹھی کے ساتھ نظم طباطبائی نے بھی آزاد نظمیں لکھی ہے۔ جس میں انہوں نے عوام کی دلچسپی کا خاص خیال رکھتے ہوئے ردیف قافیہ تو چھوڑ دیے ہیں مگر وزن کا بڑا بڑا خیال رکھا ہے مولانا عبدالحلیم شرر کا ایک پرچہ "دل گداز" نام سے شائع ہوتا تھا اس میں بھی کچھ آزاد نظمیں اور کچھ معرّا نظمیں لکھی گئی تھی لیکن قدیم دور کے نقادوں نے اسکی سخت مخالفت لکھی یہاں تک کے اس کو نظم ماننے سے انکار کر دیا لیکن جب ان نظموں کی تعداد بڑھتی گئی تو مخالفت کم ہوتی گئی۔ جیسے جیسے دور آگے بڑھا ویسے ویسے نئے شعرا بھی اس طرف خاص توجّہ دینے لگے آنکا قول یہ تھا کہ اگر شاعر کی طبیعت اور خیال کی مناسبت سے وہ جو چاہے لکھے اسے اسکا حق ہے پھر کسی بھی طرح کی اوزان یا الفاظ کی پابندی کیوں لگائی جائے۔ فیض احمد فیض نے اس خیال کی تائید کی اور انہوں نے بھی ایک آزاد نظم "تنہائی" کے نام سے بہت عمدہ لکھی ہے جو اس طرح سے ہے۔

پھر کوئی آیا دلِ زار! نہیں کوئی نہیں
راہ رو ہوگا، کہیں اور چلا جائے گا
ڈھل چکی رات، بکھرنے لگا تاروں کا غبار
لڑکھڑانے لگے ایوانوں نے خوابیدہ چراغ
سو گئی راستہ تک تک کے ہر اک راہ گزار
اجنبی خاک نے دھندلا دیے قدموں کے سراغ

ن۔م۔ راشد فیض سے بھی آگے بڑھ کر آزاد نظموں میں اپنا کمال دکھلانے لگے۔ آپکے کلام کا مجموعہ جسکا نام ماورا ہے۔ اس میں انہوں نے تین طرح کی نظمیں لکھی ہے کچھ آزاد ہے کچھ نیم آزاد اور کچھ "سانیٹ"۔ آس سانیٹ کے طرح پر لکھی ہے۔ سانیٹ ایک ایسی نظم ہے جس میں چودہ مصرع ردیف

اور قافیہ کی پابندی کے ساتھ نظم کیے جاتے ہیں۔ ~~نوجوان~~
نوجوان ترقی پسند شاعروں نے اس کی طرف خصوصی
دھیان دیا ہے لیکن اس کو عام طور نہ ملنے کی وجہ سے
مستقل میں اس کی مقبولیت کو تسلیم نہیں کیا گیا
لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ اردو شاعری میں یہ ایک قسم
کی جرّأت ہے

معریٰ نظم

آزاد نظم کی طرح معریٰ نظم میں بھی ردیف اور قافیہ کی پابندی نہیں ہوتی ہے۔ لیکن اِس میں وزن کا ہونا ضروری ہے یعنی معریٰ نظم وہ نظم ہے جس میں وزن کو برقرار رکھ کر ردیف قافیہ کی قید سے آزاد کر دیا گیا ہو اِس صنف میں بہت سے شعراء حضرات طباع آزمائی کی ہے۔ مولانا الطاف حسین حالی کی کتاب "مقدمہ شعر و شاعری" میں شاعری کی اصلاح کے طور پر اِس تحریک کو شروع کیا تھا۔ اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ یورپ میں غیر مقفیٰ نظم کی بدولت مقفیٰ نظمیں زیادہ لکھی گئی ہے لیکن حالی نے یہ بھی کہا کہ جب ردیف اور قافیہ کی پابندی ڈال دی جاتی ہے تو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کسی بھی شاعر کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے میں مکمل آزادی ملنی چاہیے یہ اُسکا حق ہے لیکن اُس میں ردیف اور قافیہ ضروری قرار دے دیا جائے تو مشکل ضرور پیدا ہو سکتی ہے اِسی لیے حالی نے اپنی کتاب میں اِسکو ضروری قرار دیا کہ ردیف قافیہ کو چھوڑ کر شاعری کر سکتے ہیں۔

طبع آزمائی

حالی کے اِس انداز کو سمجھ کر بہت سے شعرا کافی سکون محسوس کرنے لگے جس میں نظم نگاری اور مولوی اسماعیل میرٹھی نے اِس طرف کچھ زیادہ ہی توجہ دی۔ اُنہوں نے اِس بات کو ہرگز تسلیم نہیں کیا کہ ردیف قافیہ ہو۔ ہاں اِس بات کو ضرور قبول کیا کہ وزن کا ہونا ضروری ہے وزن سے شاعری میں جان پیدا ہو جاتی ہے شعر ایک طرح سے دلچسپ بن جاتے ہیں۔ اِن دونوں شعرا کے ساتھ مولانا عبدالحلیم شرر اور عظمت اللہ خان نے بھی اِس تحریک پر عمل کیا ایک طرح سے سلسلہ شروع ہو گیا کہ آپ وزن کے اعتبار سے کسی بھی موضوع یا خیال کو لیکر نظمیں لکھ سکتے ہیں مضامین بدل سکتے ہیں۔ لطف اندوز خیالات لے سکتے ہیں لیکن کچھ مخصوص شعرا نے اِن دو چار حضرات کی بغاوت کا زیادہ اثر نہیں لیا ایسے شعرا کی تعداد زیادہ تھی جو شاعری

میں ردیف قافیہ کی اہمیت کو مانتے تھے انکے بغیر نظمیں لکھنا بہتر پسند نہیں کرتے تھے گویا کہ یہ ظاہر ہو چکا تھا کہ ان شعرا کی تعداد کم تھی جو بغیر ردیف والے قافیہ کے معری نظمیں لکھتے تھے۔ اسماعیل میرٹھی کی یہ دلیل تھی کہ ہم ایسی وزن کا استعمال کر رہے ہیں جس سے نظموں کی اصلیت تو قائم ہے اس لیئے ایسی نظموں کو قبول کرنا چاہیئے۔ انکی ایک نظم کا بند اس طرح سے ہیں۔

اسماعیل

ارے چھوٹے چھوٹے تاروں — کہ چمکا دمک رہے ہو
نہیں دیکھ کر نہ ہوئے — مجھے کس طرح تسلی
کہ تم اونچے آسماں پر — جو ہے کل جہاں سے آلا
ہوئے روشن اس روش سے — کہ کس نے جڑ دیے ہیں
گہر اور لعل گویا

نظم کے اس بند سے اسماعیل میرٹھی کے فن کا صاف طور پر مظاہرہ ہو رہا ہے کہ انہوں نے وزن کا بھرپور استعمال کیا۔ دیکھا جائے تو وزن کے استعمال سے نظم دلکش ہوتی ہے حالانکہ ردیف قافیہ کی پابندی نہیں ہے اور اسماعیل میرٹھی کی اس نظم کا شمار بہترین نظموں میں ہونے لگا ہے۔

معری نظم سے آرستائش کرانے میں عبد الحلیم شرر، اسماعیل میرٹھی نظم تباہ تباہی کی خدمات کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ عبدالحلیم شرر نے اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ ہم نے نئے قسم کی نظموں کی طرف عوام کی توجہ دلائی ہے جو انگریزی میں بہت کثرت سے پائی جاتی ہے۔ اردو میں اسکو نئی نئی جگہ ملی ہے انگریزی میں اسے Blank Wrse کے نام سے جانا جاتا ہے۔ شروع شروع میں معری نظم کے کئی نام رکھے گئے پھر آخر میں غور و فکر کرنے کے بعد معری نظم کا نام دیا گیا

Scanned by CamScanner

معریٰ
نظم کی ابتداء عبدالحلیم شرر سے
مانی گئی ہے انہوں نے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ آنے والے
وقت میں ایسی نظموں کا بھرپور استعمال ہوگا جس
میں ردیف قافیہ کی پابندی نہ ہو اور بڑے بڑے نازک
خیال شعرا اس اور خصوصی توجہ دیں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہا
کہ آپ چاہے منظور کرے یا نہ کرے ایسا ہو کر ہی رہے گا
سن 1900 سے 1930 تک معریٰ نظم کا کافی چلن رہا لیکن
دھیرے دھیرے اسکی مقبولیت کم ہونے لگی پھر تو یہ تحریک
کچھ محدود نظموں تک ہی سمٹ کر رہ گئی۔

نثری نظم

انگریزی میں نثری نظموں کو دو حصّوں میں تقسیم کیا گیا
ہے۔ پہلی وہ جس میں وزن اور عروض کی پابندی نہیں
ہوتی ہے۔ دوسری وہ جس میں وزن کی پابندی ہوتی ہے
لیکن ردیف و قافیہ کی پابندی تو ہوتی ہی نہیں ہے۔ انگریزی
میں جسکا نام "پروز پوئم" ہیں نثری نظم ہے۔ prose poem
الگ الگ ناموں کے دور سے گزرنے کے بعد بڑی بحث و
سلسلہ کے بعد اِسکا نام نثری نظم بھی دیا گیا۔
نثری نظم شاعری کا ایک مخصوص تخلیقی عمل
ہے۔ جس پر ادب کے بڑے بڑے رہنماؤں نے پہلے
ایک لمبی بحث چھیڑ دی اس بحث میں ردیف و قافیہ
کی پابندی سے لیکر بحر اور وزن پر بھی تبادلہ خیال ہوا
نتیجہ یہ پایا کہ نثری نظم میں ردیف قافیہ وزن اور
بحر اور عروض کی کوئی پابندی نہیں۔ لیکن اس میں
ایک مخصوص آہنگ طرح، طرح داری اور بہاؤ کی
ضرورت پڑتی ہے۔ ڈاکٹر محمد حسن نے ایک بہت ہی اچھی
بات کہی ہے جنکے اِس قول سی کافی حضرات نے تائید بھی
کی ہے "قافیہ کی ناگزیریت ختم ہو چکی ہے۔ اب لازم
ہے کہ وزن اور بحر کی ناگزیریت کو ختم کیا جائے۔
اور شاعر فکر و محسوس کی توانائی اور دلکشی کے بل پر
شعر میں جادو جگانے میں وزن اور بحر کا سہارا نہ لے"
اردو میں نثری نظم کو مغربی نظم کی
نقل مانا گیا ہے اور وہ پروس پوئیم کا تصور ہے
لیکن اردو میں ایسے شعرا کی تعداد بہت زیادہ ہے
جو پروس پوئیم کی نقل تو نہیں کرتے لیکن اپنی شاعری
کی طریقہ سے نثری نظم لکھتے ہیں کچھ حضرات کا خیال ہے
کہ جو شاعر پابند شاعری کے قابل نہیں ہوتے ہیں یا
جنکی طبیعت پابند نظموں کے لکھنے پر موضوع نہیں ہے
وہ نثری نظم لکھتے ہیں۔ اِسکے جواب میں کچھ شاعروں
نے کہا یہ غلط ہے شاعری کرنے کے لیے موضوع طبیعت کا ہونا
کوئی ضروری بات نہیں ہے۔ وہ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ نثری

Scanned by CamScanner

نظموں کے نام پر جو کچھ بھی مواد اکٹھا کیا گیا ہے
ان میں سے 75 فیصدی قابل نہیں ہے کیونکہ آٹھوا سبب
شعرا نے نظم کیا ہے جنہوں نے پابندیوں کا استعمال ہی نہیں
کیا ہے لیکن 25 فیصدی نثری نظمیں ایسی ہے جنکو
پابندیوں کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اور آگے شاعر بھی پابند نظمیں
لکھنے میں مہارت رکھتے ہیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے
کہ نثری نظمیں آہنگ نغمگی سے خالی نہیں ہوتی اور
اس کو ترقی دینے میں بہت سے شعرا حضرات کا ہاتھ رہا ہے
جن میں ڈاکٹر محمد سید اسلام کی نثری نظموں کا مجموعہ "جسد
جسم" پہلا مجموعہ منظر عام پر آیا تھا یہاں انکا ایک ایسا
اور لطف نمونہ ہے جو مختصر ہونے ہوئے عام لوگوں کی سمجھ
کے قابل ہے بول چال کے زبان بہت سادہ ہے جو اس طرح
سے ہیں

جھونپڑی میں ایک عورت
شوہر کی سختی سے تنگ آکر
طوائف بن گئی
آج وہ محل میں رہتی ہے
لیکن شوہر کی مار کو ترستی ہے

ہر دور میں نثری نظم کی اپنی اپنی خصوصیات رہی ہے
+ تنوع، رنگا رنگی اور نیا پہلو ہر دور میں رہا ہے۔
نثری نظم میں روایتی اصناف یعنی غزل قصیدہ مرثیہ
سے چھٹکارا حاصل کر لیا۔ ایسی نظمیں آنے لگی جن میں
نئی علامتیں، نیا منظر نامہ، نئی فضا اور سچے ماحول
کا احساس ہوتا ہے۔ ایک نمونہ اس طرح سے ہیں

آنکھے پاش خوشی
ہیں لیکن اسے کوئی خرید نہیں سکتا
ہمارے پاس غم ہے
لیکن ہم اسے
بیچ نہیں سکتے

Scanned by CamScanner

جیسے کھیلتے ہیں
بچے کوکتی ہے
سامنے پر لے آتا ہے

ایک اور نمونہ اس طرح سے ہیں

جو کچھ بھی بیتی ہے
آپکی تفصیل کس سے نہ کہہ سکوں گا
جو دکھ اٹھائے ہیں
جن تمناؤں کا بوجھ سینے میں لیکر پھرتا ہوں (پھرتا)
ان کو کہنے کا مجھے یارا نہیں ہے
میں دوسروں کی کتابوں میں
داستان اپنی ڈھونڈتا ہوں (ڈھونڈتا)
جہاں جہاں سرگزشت میری ہے
ایسی سطروں کو میں مٹا دیتا ہوں
مجھے لگتا ہے کہ لوگ انکو پڑھیں گے
تو بارہا جاننے میں لوگ کہ مجھے جانے کیا پوچھیں گے

نثری نظم کے شروع میں کچھ اور بھی نام رکھے گئے تھے ڈاکٹر انیس مسرت نے پہلی بار نثری نظم کو ملی جلی بازگشت بنایا۔ اور انہوں نے اس کا ایک نیا نام بھی دیا۔ یعنی "نثم"۔ اور جن کے مشہور شعراء میں ڈاکٹر اقبال مسرت کا نام آتا ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر رفعت خان کا نام توصیف (اظہار)